Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بابا فریدؒ شناسی کی روایت کا تنقیدی جائزہ

***حاجی اللہ دتہ نظامی**

شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

****پروفیسر ڈاکٹر نوید شہزاد**

انسٹی ٹیوٹ آف پنجابی اینڈ کلچرل سٹڈیز، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

Abstract
Hazrat Baba Farid ud Din masood Gang Shakar is the founder of Punjabi poetry. He is recognized as the Diwan poet of Punjabi language in South Asia. But he also used to recite poems in Arabic, Persian, Urdu and Hindi. In this article, Baba Farid Shinasi's tradition, attachments and narrations are explained. Such as Farid Shinasi in Persian, Urdu, Punjabi and English is discussed here. Apart from this, the biography of Baba Farid, his prose translation, comparison of texts and system of thought has been studied.
Keywords: *Baba Farid ud Din masood Gang Shakar, Farid shinasi's traditions, Punjabi, Narration, Biography, Translations, Comparison of texts, System of thoughts*

تصوف کی چشتیہ روایت کا آغاز دسویں صدی عیسوی میں ہوا۔ ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی کے حملوں کے دوران اس روایت کے علمبردار بہت سے بزرگوں نے پنجاب کا رخ کیا اور ہمیشہ کے لیے یہیں آباد ہو گئے۔ اس روحانی سلسلے کا باقاعدہ آغاز حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی المتوفی ۹۴۰ء وہ پہلے بزرگ ہیں جن کے اسم گرامی کے ساتھ تذکروں میں چشتی لکھا ملتا ہے۔ آپ شام کے رہنے والے تھے اور بغداد میں حضرت خواجہ علی دینوری کی خدمت میں مرید ہونے کی نیت سے حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا کیا نام ہے؟ عرض کیا ابو اسحاق شامی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا آج سے تم چشتی کہلاؤ گے تم خواجہ چشت ہو۔ چشتی تمہاری وجہ سے مشہور ہو گا اور جو شخص تم سے منسوب ہو گا وہ بھی قیامت تک چشتی کہلائے گا۔ پس اُن کو مرید کیا اور تربیت دی اس کے بعد خرقہ خلافت عطا کر کے چشت بھیج دیا۔

برصغیر میں اس روحانی سلسلے کا باقاعدہ آغاز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے ہوا جو تاتاری یلغار سے کبیدہ خاطر ہو کر اپنے آبائی وطن سے ہندوستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ یہ پرتھوی راج کے عہد کا واقعہ ہے یہاں آنے کے بعد انہوں نے اجمیر شریف کے سیاسی مرکز کو اپنی سرگرمیوں کا مستقر بنایا۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ محبت اور انسان دوستی کا پرچار کرنے والے تھے۔ ان کی سوچ کا یہ محور یہ خیال تھا کہ اس جہانِ رنگ و بو کی تخلیق کے پس پردہ محبت کا جذبہ کار فرما ہے۔ خدا نے انسان کو اپنی محبت کے اظہار کے طور پر پیدا کیا اور اسی جذبے سے انسان اپنی ذات کے اعلیٰ ترین امکانات کی تکمیل کر سکتا ہے۔ یہ تکمیل ذات مطلق کے ساتھ ملاپ سے حاصل ہوتی ہے۔ انسان کا دل خدا کا گھر ہے۔ حقیر اور عارضی اشیاء کی لگن تعصبات، نفرت اور طبقہ بندیوں کی نفی کر کے ہی انسان اپنے وطن کی گہرائیوں میں ذات مطلق کا سراغ پا سکتا ہے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ کی وفات کے بعد چشتیہ قیادت کی ذمہ داری خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے سنبھالی۔ اس زمانے کے دہلی کے سلطان شمس الدین التمش سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ سلطان ان کا از حد احترام کرتا تھا تاہم رفتہ رفتہ حالات بدلنے شروع ہوئے اور سلطان کے مذہبی امور کے مشیر نجم الدین صغریٰ سے خواجہ معین الدین چشتیؒ کے اختلاف پیدا ہو گئے۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ۲۷ دسمبر ۱۲۳۵ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔ اس زمانے تک شمالی ہندوستان میں چشتی مکتبہ فکر کی بنیادیں کافی مضبوط ہو چکی تھیں۔ قاضی حمید الدین ناگوری نے اس کی نظریاتی بنیادیں بھی فراہم کر دی تھیں۔ ہند میں اس سلسلے کی وسیع تر اشاعت کا سبب یہ بھی تھا کہ اس نے بہت سے مقامی اثرات قبول کرتے ہوئے خود کو مقامی حالات سے ہم آہنگ کر لیا تھا۔ چشتی بزرگ صداقت پر کسی ایک گروہ کی اجارہ داری کے تصور کو رد کرتے تھے۔ مذہبی، نسلی یا علاقائی برتری کے دعوے ان کے نزدیک بے معنی تھے چنانچہ انہوں نے انسان دوستی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے ہندوستان میں ہندو مسلم ثقافت کی نشوونما میں بنیادی کردار ادا کیا۔

بابا فرید الدین مسعودؒ نے چشتیہ روایت کو مزید نکھارا۔ وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے بعد ہندوستان میں اس عظیم روحانی سلسلے کے رہنما مقرر ہوئے تھے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ اولیاء کبار میں سے تھے۔ صاحب اعتبار تھے، وہ عجیب و غریب روش رکھتے تھے۔ بود و باش کا طریقہ بھی خوب تھا آپ کشف و کمالات میں درجہ عظیم اور تسلیم و رضا میں مستقیم تھے۔

بابا فرید گنج شکرؒ کی تعلیمات بنیادی طور پر وہی ہیں جو ان سے دو صدیاں پہلے سید علی ہجویریؒ پنجاب میں متعارف کرا چکے تھے اس اعتبار سے بابا فریدؒ کی تعلیمات کو پنجاب کی صوفیانہ روایت کا تسلسل تصور کرنا چاہیے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی مانند بابا فرید الدینؒ کے ہاں بھی مذہبی قانون اور داخلی صوفیانہ صداقت میں ہم آہنگی پیدا کرنے کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔

Vol. No. 4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

بابا فریدؒ شناسی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء کرام اور دین اسلام کی تبلیغ اور نشرو اشاعت کو اپنی زندگی کا سب سے اہم فرض سمجھتے اور اسے نہایت اخلاص کے ساتھ انجام دینے میں کوشاں رہتے تھے۔ اس مقصد کی خاطر وہ اپنے وطن اور مشاغل کو ترک کرتے اور اپنے اعزاہ و اقارب سے دُور ہو جانے کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ان کا واحد مقصد حیات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاجوئی تھا۔ جس کی راہ میں انہوں نے اپنا مال جان فدا کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ تبلیغ دین کے لیے ان کا نہایت موئثر ذریعہ ان کا اعلیٰ اخلاق تھا۔ وہ صدق وصفا کے پیکر اور محبت و اخوت کے مظہر تھے۔ عوام کے ساتھ ان کا مخاطب نہایت لطیف اور دلنشین تھا۔

عہد فریدؒمیں فرید شناسی:

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ پنجابی زبان میں پنجابی شاعری کے بانی ہونے کی حیثیت سے پنجابی زبان کی شاعری کی تاریخ میں ایک اہم اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ بابا فرید گنج شکر کو پنجابی زبان کا صاحبِ دیوان شاعر تسلیم کیا جاتا ہے مگر عربی، فارسی، اردو اور ہندوی زبانوں میں بھی وہ شعر کہتے تھے۔ کئی سوانح نگاروں نے اُن کی عربی شاعری کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ عہدِ فرید میں فرید شناسی کے حوالے سے اُن کی تین کتابیں ملتی ہیں۔ (۱) فوائد السالکین (۲) گنج الاسرار (۳) شلوک فرید۔ پنجابی میں انہوں نے چھوٹے چھوٹے بول کہے جنہیں ''شلوک'' کہا جاتا ہے۔ مگر پنجابی زبان میں شلوکوں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا اور یہ شلوک بھی سکھوں کی مذہبی کتاب ''گرو گرنتھ صاحب'' میں شامل ہونے کی وجہ سے دست برد زمانہ سے محفوظ رہ گئے۔

ان میں سب سے اہم کتاب ''راحت القلوب'' ہے اس کتاب کو محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدینؒ بدایونی نے مرتب کیا اس کتاب میں شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ''ملفوظات'' رقم کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں پچیس مجالس کا ذکر ہے۔

دوسری کتاب ''اسرار الاولیاء'' (فارسی) ہے۔ اس کتاب کو حضرت خواجہ بدر الدین اسحاقؒ نے مرتب کیا اس کتاب میں ''ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ'' رقم ہیں۔ اس کتاب میں بائیس مجالس کا ذکر ہے۔

تیسری کتاب ''فوائد السالکین (فارسی)'' ہے۔ اس کتاب کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے مرتب کیا۔ اس کتاب میں ''ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ'' درج ہیں۔ مرشد پاک جو بات کہتے حضرت بابا فرید لکھ لیتے یہ حضرت بابا فرید الدینؒ کی خود نوشت ہے۔

چوتھی کتاب ''گنج الاسرار ر مراۃ الانوار'' (فارسی) ''رسالہ گنج الاسرار'' جو نایاب اور کمیاب ہے۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ یہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تصنیف ہے اس کتاب کو (بزبان فارسی) غلام رکن الدین محمد مراد بخش سہروردی قادری ولد کرم شاہ المعروف میاں مسیتا شاہ نے جمعہ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ ڈیرہ کنگرہ میں نقل کیا۔ اس کتاب میں پچیس ملفوظات کا ذکر ہے۔

پانچویں کتاب ''شلوک بابا فرید گنج شکرؒ'' (پنجابی کلام) حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے پنجابی کلام کا سب سے بڑا ماخذ ''گرو گرنتھ صاحب'' ہے جس کی تالیف ۱۶۰۴ء میں ہوئی۔ یہ کلام پنجابی زبان کا عظیم ورثہ ہے۔ (۱)

ملفوظات اور فرید شناشی:

یہ لفظ ملفوظ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں اولیاء اللہ کا کلام، وہ کتاب جس میں بزرگانِ دین کی باتیں اور کیفیت ان کی اپنی زبان میں بیان کی گئی ہو۔ واضح رہے کہ بزرگوں کی زبان سے جو فقرے، جملے، باتیں کسی عالم خاص میں ادا ہوتے ہیں ان میں ظاہری و باطنی انوکھا پن جتنا نظر آتا ہے اتنی ہی تاثیر بھی ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ زیادہ بہتر طور پر وہ لوگ کر سکتے ہیں جو دواؤں کے مزاج واثر کی طرح حروف کے مزاج اور اثر سے بھی کماحقہ آگاہ ہوں۔ عوام الناس کو تواُن فقروں، جملوں اور باتوں کی صرف تاثیر سے مطلب ہوتا ہے۔

ملفوظات اولیاء اللہ کے اس دل نشین کلام کو کہا جاتا ہے۔ جو وہ امت مسلمہ کے سامنے اپنے گہرے مشاہدات و تجربات اور علوم و معارف لدینہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں اور جن کے جمع کرنے کا اہتمام ہمیشہ سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لسانی گہر بار سے جو موتی نکلے صحابہ کرام کی شان عشق نے بڑے اہتمام کے ساتھ ضبط فرمایا اور پوری امانت دیانت کے ساتھ آنے والی نسلوں کے سپرد کیا۔ ان موتیوں کا نام اصطلاح شرح میں 'حدیث' ہے۔ جو قرآن کریم کی علمی و عملی تشریح بھی ہیں۔ اور اسلامی اصولوں میں سے قرآن حکیم کے بعد دوسری بڑی بنیاد بھی۔ اور وہ بنیاد جس پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔

پاک وہند میں مشائخ کرام کے ملفوظات جمع کرنے کی تاریخ کا آغاز ۷۰۷ ہجری ر ۱۳۰۷ عیسوی میں 'فوائد الفواد' ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے ہوا۔ میر حسن سجزی کے اس کامیاب تجربے نے دوسرے معاصرین کو اس طرف متوجہ کیا۔ اُچ سے لے کر بہار تک ملفوظات کی ترتیب و تدوین کا سلسلہ شروع ہو گیا گویا رفتہ رفتہ ملفوظات نویسی خانقاہی نظام تعلیم و تربیت کا ایک اہم جزو بن گیا۔ (۲)

راحت القلوب (اردو ترجمہ) ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ — اسرار الاولیاء: (اُردو ترجمہ) ملفوظات حضرت بابا فرید الدین رحمتہ اللہ علیہ:

خیر المجالس (اردو ترجمہ) سراج المجالس — مقابیس المجالس: ملفوظات خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

دُرِ نظامی:ملفوظات حضرت فوائد الفواد: (اردو ترجمہ) مجموعہ ملفوظات خواجگانِ چشت:(اردو ترجمہ)
ملفوظات خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی شمامۃ العنبر:ملفوظات سید وارث حسن شاہ
ملفوظات اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی لطائف اشرفی:ملفوظات سید محمد اشرف جہانگیر صمنانی

تذکرے اور فرید شناسی:

تذکرہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی مفہوم ہے یاد کرنا، یاد دلانا، یادگار وغیرہ چنانچہ اصطلاحی طور پر تذکرہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مصنف کسی ایسے فرد یا افراد کے حالات قلمبند کرتا ہے جنہیں یاد کرنا، یاد رکھنا، یاد دلانا یا جن کی یاد کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تذکرے میں مصنف اختصار سے متعلقہ شخصیت کے سب پہلو بیان کرتا ہے کہ وہ شخصیت یاد رہ جائے اس کے برعکس سوانح میں حالات زندگی کی جزئیات تک پیش کی جاتی ہیں۔

مسلمانوں کے سرِ اسلام کی جن برکات سے عظیم علوم وفنون کی ایجاد کا سہرا بندھا گیا ان میں تذکرہ نویسی کے فن کو نمایاں وقعت ملی نقد روایات کی خاطر جو معیارات سامنے آئے اُن میں رجال، ورواۃ سے متعلق خصوصیات اور احوال پر مبنی ایک معیاری سند تاریخی یاداشت بھی ہے یہ دنیا بھر کے تاریخی و تحریری سرمائے میں منفرد حیثیت کا گرانقدر اضافہ ہے جسے مستشرقین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہ گزری اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے اس فن کو اسماء الرجال یا تذکرہ کے نام سے موسوم کیا گیا یہ تاریخ نگاری سے جدا ایک فن ہے جو اس کے پہلو بہ پہلو ترقی پذیر رہا اور اپنے ارتقائی مراحل کے بعد طرح طرح کے اصناف میں تقسیم ہوا شروع میں یہ صرف روایان حدیث کے احوال پر مشتمل تھا بعد ازاں یہ وسعت پزیری کے باعث علم وفن کے اصحاب کے تذکرے طبقات کی صورت میں پیش کرنے لگا اور آج مورخین مفکرین مصلحین، اطبار، علماء، فضلاء، شعراء اور ادباء کے تذکرے یا طبقات ہماری علمی و ادبی میراث کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ عہد تابعین ہی سے اصحاب تصوف بھی اپنے فکری و علمی خصائص اور زہد واتقا کے باعث اپنے ممتاز مقام کے والی بنے کہ ان کے تذکرے طبقات صوفیاء کی صورت میں تحریر کیے جانے لگے اور عہد بہ عہد یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا۔ (۳)

مسلمانوں نے تاریخ نویسی اور اس کے مختلف شعبوں میں جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور اضافہ کیا ہے اس میں تذکرہ نگاری بھی شامل ہے تذکروں میں معاشرے کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد کے سوانح تحریر کیے جاتے ہیں۔ تذکروں سے ہمیں معاشرہ کے ان مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے جو عام تاریخی کتب سے ممکن نہیں۔ برصغیر کے مسلمان بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے اور اس میں انہوں نے دقیع اضافے کیے۔ قیام پاکستان کے بعد جنوبی ایشیائی مسلم ملت کی صحیح تاریخ نویسی کے سلسلے میں مستشرقین اور متعصب مورخین نے مسلم دور کی تاریخ کو مسخ کرنے کی جو کوششیں کی تھیں انہیں درست کیا جائے اور آنے والی نسلوں کو اپنے تاریخی ورثہ سے متعارف کرایا جائے اس مقصد سے جہاں بابا فرید شناسی کے حوالے سے جو کتابیں تصنیف کی گئیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:

اخبار الاخیار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ گلزار ابرار، محمد غوثی مانڈوی۔ تاریخ فیروز شاہی، شمس الدین سراج۔ منبع الکمالات، خواجہ محمد محی الدین یحییٰ۔ تاریخ شاہ جہاں نامہ، سلطان شہاب الدین۔ شجرۃ الانوار، مولانا رحیم بخش دہلوی۔ قصر عارفاں، حضرت مولانا احمد علی لائلپوری۔ مونس الارواح، شہزادی جہاں آرا بیگم۔ حدیقۃ الاسرار، مولانا امام بخش۔ سیر الاولیاء، مبارک کرمانی۔ گلزار فریدیؒ، حضرت مولانا گل محمد چشتی۔ تذکرہ اولیاء کاملین، صاحبزادہ محمد بلاق چشتی۔ اخبار الصالحین، نواب معشوق یار جنگ۔ مناقب فخریہ، مولانا فخر الدین دہلوی۔ تذکرہ خواجہ معین الدینؒ چشتی، مولانا معین الدین۔ ہفتاد اولیاء، شاہ مراد سہروردی۔ گلزار جمالیہ، حضرت مولانا عبدالعزیز۔ تذکرہ تاریخ مشائخ چشت، مولانا محمد زکریا۔ تذکرۃ الواصلین، مولانا خان بہادر۔ تذکرہ صوفیاء سندھ، مولانا اعجاز الحق قدسی۔ تذکرہ صابر کلیری، مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر۔ تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی، صاحبزادہ محمد حسین الٰہی۔ تذکرہ خواجہ گیسو دراز، صدر الدین محمد حسینی۔ پنجاب کے عظیم صوفی شعراء، خالد پرویز ملک۔ سیر العارفین (اردو ترجمہ)، محمد ایوب قادری۔ تذکرہ اولیاء کرام، سید صباح الدین عبدالرحمن۔ سکینۃ الاولیاء، پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی۔ تذکرہ خاصان خدا، مصطفائی بیگم۔ سبع سنابل، (اردو)، مفتی محمد خلیل۔ تذکرہ حضرت خواجہ معین الدینؒ، طالب ہاشمی۔ مراۃ الاسرار (اردو ترجمہ)، شیخ عبدالرحمان چشتی۔ تجلیات خواجگان چشت، مقصود صابری۔ خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور لاہوری۔ سفینۃ العارفین، مولانا عبدالعزیز۔ دہلی کے بائیس خواجہ، ڈاکٹر ظہور الحسن شارب۔ تذکرہ حیات و تعلیمات حضرت نظام الدین اولیاءؒ، پروفیر محمد حسیب۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ڈاکٹر محمد الحسن عارف۔ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ایک جھلک، فیروز الدین احمد۔ پنجابی زبان وادب کی مختصر تاریخ، ڈاکٹر انعام الحق جاوید۔ تذکرہ اولیاء ہند و پاکستان، مرزا محمد اختر دہلوی۔ لسانیات پاکستان، عبدالمجید سندھی۔ پاکستانی ادب، عبدالشکور احسن۔ تذکرہ پنج پیر، کپتان واحد بخش سیال۔ تاریخ پاکپتن، میاں اللہ بخش طارق۔ تذکرہ بابا فرید گنج شکرؒ، مولانا طالب ہاشمی۔ تاریخ ادب اردو، ڈاکٹر جمیل جالبی۔ تاریخ زبان و ادب اردو، جمیل انجم۔ بابا فرید گنج شکرؒ کا فلسفہ انسانیت، محمد مسعود خالد۔ حقیقت گلزار صابری، شاہ محمد حسن صابری۔ سرائیکی شاعری، کیفی جام پوری۔ صوفیاء اور حسن اخلاق، حافظ محمد سعد اللہ۔ رسول اللہؐ کے سفیر، الیاس عادل۔ احوال و آثار حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ ملتانی، حمید اللہ ہاشمی۔ آثار الاولیاء، پروفیسر محمد اکرم اکرام۔ حدیقۃ الاولیاء، منشی غلام سرور لاہوری۔ تحقیقات چشتی، مولانا نور احمد چشتی۔ تاریخ مشائخ چشت، خلیق نظامی۔ تذکرہ حضرت خواجہ قطب

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

الدین بختیار کاکیؒ،بشیر حسین نظامی۔ تذکرہ گرونانک، ہربنس سنگھ۔ بہاؤ الدین زکریا ملتانی،ڈاکٹر طاہر رضا بخاری۔ تاریخ اولیاء، خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ،ڈاکٹر سلیم اختر۔ تذکرہ عبدالحق محدث دہلوی، خلیق نظامی۔ فرید نانک بلھا وارث، سید افضل حیدر۔ تذکرہ بابا فرید گنج شکرؒ، انجم سلطان شہباز۔ تذکرہ فرید، خالد پرویز۔ تذکرہ اولیاء، عرفان الٰہی۔ ادبیات پاکستان کا تقابلی مطالعہ (نثری ادب)، ڈاکٹر محمود الرحمن۔ پنجابی زبان کا آغاز و ارتقاء، پروفیسر حمید اللہ ہاشمی۔ شانِ اولیاء کے درخشاں پہلو، محمد یٰسین سروہی۔ گلدستہ اولیاء، محمد اسلم لودھی۔ تذکرہ اولیاء اللہ، خواجہ عابد نظامی۔ تذکرہ دیوان قطب الدین ہانسوی، جمال الدین ہانسوی۔ پنجاب کے صوفی دانشور، قاضی جاوید۔ حضرت فرید الدین مسعودؒ گنج شکرؒ، شمس الدین چشتی۔ اقوال اولیاء، فقیر محمد جاوید قادری۔ تذکرہ اولیاء اسلام، میاں محمود علی۔ اولیاء پاکستان، عالم فقری۔ تذکرہ اولیاء اسلام، میاں محمود علی۔ اولیاء پاکستان، عالم فقری۔ تذکرہ اولیاء پاک و ہند، ظہور الحسن شارب۔ غریب نواز ہند الولی، منشی عبدالحمید بہاروی۔ داستانِ اسلام، مولانا شہاب الدین۔ تذکرہ اولیائے برصغیر، مرزا اختر دہلوی۔ جواہر گنج شکر، پیر محمد یوسف بلگرامی۔ عوارف المعارف۔ پیران چشت، محمد عرفان توگیروی۔ چراغ چشت راہ روشنائی، دیوان عظمت سید محمد چشتی۔ نسب و نسبت فریدؒ، ضیاء الحبیب صابری۔ تاریخ ادبیات عالم، پروفیسر وہاب اشرفی۔ رسومات عرس فریدی، محمد بشیر احمد چشتی۔ اولیاء ہندوستان۔ تاریخ فرشتہ، محمد قاسم فرشتہ۔ جہان خسرو، حضرت امیر خسرو۔ تذکرہ علی احمد صابر کلیری، حسیب قادری۔ اللہ والے، حفیظ گوہر۔ جواہری فریدی، علی اصغر چشتی۔ بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، محمد اکرم چغتائی۔ نیلی بار کی غیر مطبوعہ پنجابی سی حرفیاں، حاجی اللہ دتہ نظامی۔ اسرارِ فریدؒ، غلام فرید چشتی۔ تذکرہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ، فقیر محمد جاوید قادری۔ تذکرہ اولیائے ملتان۔ حضرت بابا فریدؒ الدین گنج شکرؒ، سید نصیر احمد جامی۔ صاحب کمال، دیوان عظمت سید محمد چشتی۔ تاریخ تصوف، پروفیسر یوسف سلیم چشتی۔ زمزمہ فرید، پیر مختار احمد چشتی۔ وظائف گنج شکرؒ، محمد عالم فقری۔ ضیائے فرید، حاجی محمد انور چشتی۔ تذکرہ بابا فرید الدین گنج شکرؒ، حکیم خاور حسین قادری۔ تذکرہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ، محمد الیاس عادل۔ تذکرہ بابا فرید، گلزار احمد مدنی۔ نظامی بنسری، خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ شہر فرید کے شاعر، نوید عاجز۔ مقام گنج شکر، کپتان واحد بخش سیال۔ جمال فرید، محمد محسن۔ بزم صوفیاء، سید صباح الدین عبدالرحمن۔

فارسی میں فرید شناسی:

فارسی مسلمانانِ ہند کے ادب و ثقافت کی زبان رہی ہے۔ انگریز کے آخری عہد تک مسلمانوں کی ادبی اور ثقافتی زبان فارسی تھی۔ فارسی زبان میں شعر کہنا برعظیم کے مسلمان شعراء کی نہ صرف پہچان تصور ہوتی تھی بلکہ شعری کمالات کی آخری منزل بھی یہی سمجھی جاتی تھی۔ فارسی زبان عہد مغلیہ میں تقریباً ساڑھے تین سو سال تک برصغیر پاک و ہند میں دفتری زبان کے طور پر رائج رہی۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ شاہین صفت سدرۃ المنتہٰی بکمند زاہد و عابد قرار دے چکے تھے۔ وہ فارسی زبان میں کیسے پیچھے رہ سکتے ہیں لیکن ان کا تمام و مکمل فارسی کلام ضبط تحریر میں نہیں لایا جاسکا۔ ہم اُن تذکرہ نگاروں کے شکر گزار ہیں جنھوں نے بابا فرید گنج شکرؒ کے فارسی کلام کے کچھ نمونے درج کیے جو آپ کی فارسی زبان میں شعر گوئی پر قدرت کو ثابت کرتے ہیں مگر اُن کے فارسی کلام کے ضیاء کو داغ حسرت بنا دیتے ہیں۔ کاش حضرت بابا فریدؒ کا فارسی کلام بھی ضبط تحریر میں آکر محفوظ ہو جاتا یا کوئی گرونانک کسی نہ کسی گرنتھ میں اسے درج کر لیتا تو آج ہمیں گنج شکر کی زبان حلاوت و ملاحت سے فارسی کلام پڑھنے کا موقع بھی نصیب ہو جاتا مگر افسوس کہ گردش ایام کی آندھیاں اسے بھی عالم نیستی کے خلاؤں میں بکھیر گئی ہیں۔ آپ کا مختصر فارسی کلام جو میسر ہے اسے پڑھ کر آپ کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ ہو جاتا ہے بہت سے تذکرہ نگاروں نے بابا فرید گنج شکرؒ کو فارسی کا شاعر مانا ہے۔ مرۃ الاسرار کے مصنف حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ آپ اپنے شیخ کبیر کی سماع کے دوران ایسی ہی کیفیت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شبے نیست کہ خون دل غم ناک نریخت
روزے نہ کہ آب روئے من پاک نریخت
یک شربت آب خوش نخوردم ہرگز
کساں باز زراہِ دیدہ بر خاک نریخت (۴)

محمد قاسم فرشتہ نے ”تاریخ فرشتہ“ میں یہ رباعی آپ سے منصوب ہے:

گیرم کہ بشب نماز بسیار کُنی
در روز دوائے شخص بیمار کُنی
تا دل نہ کُنی زغصہ و کینہ خالی
صد خر من گل بر سر یک خار کُنی (۵)

اس کے علاوہ سیر الاولیاء، اسرار الاولیا اور راحت القلوب میں بہت شعر اور رباعیات ملتی ہیں۔

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

یہ تمام فارسی اشعار کتب تراجم وتذاکر میں بابا فرید الدین گنج شکر سے منسوب کیے گئے اور قابل اعتماد اہل علم نے نقل کیے ہیں اس لیے یہ بلاشبہ آپ ہی کا کلام ہے اور آپ کو فارسی کا منجھا ہوا شاعر ثابت کرتے ہیں۔ فارسی کلام سے جہاں بابا فریدؒ ایک پختہ فکر اور قادر الکلام شاعر ثابت ہوتے ہیں وہاں فارسی شاعری سے ان کی گہری وابستگی بھی ثابت ہوتی ہے اور وہ ایک پُر مغز شعر کہنے والے "پر گو" فارسی شاعر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا قرین قیاس ہوگا کہ ان کا فارسی کلام ان دستیاب اشعار اور رباعیات سے کہیں زیادہ ہو سکتا ہے جو دست برد زمانہ کی نذر ہو گیا ہوگا۔

(۱) اسرار الاولیاء (فارسی) مصنف خواجہ بدر الدین اسحاق ہیں۔ یہ کتاب مطبع منشی نول کشور کان پور سے جنوری ۱۸۹۰ء کو بار چہارم شائع ہوئی۔

(۲) دلیل العارفین (فارسی) اس کتاب کے مصنف خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی۔

(۳) فوائد السالکین (فارسی) اس کتاب کے مصنف حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ ہیں۔ اس کتاب کو مطبع مجتبائی دہلی نے ۱۳۱۱ھ کو شائع کیا۔

(۴) راحت القلوب (فارسی) حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کو مکتبہ برہان اردو بازار کراچی نے ۱۹۵۴ء میں شائع کیا۔

(۵) اس کتاب کے مصنف میر حسن علاء سنجری دہلوی ہیں اور اردو ترجمہ خواجہ حسن ثانی دہلوی نے کیا۔ الفیصل ناشران اُردو بازار لاہور سے جنوری ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی۔

(۶) اخبار الاخیار (فارسی) اس کتاب کے مصنف مولانا عبد الحق محدث دہلوی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۸۳ء کو شائع ہوئی۔

(۷) سبع سنابل (فارسی) اس کتاب کے مصنف پیر عبد الواحد بلگرامی اور اس کو مطبع نظامی کان پور نے ۱۲۹۹ ہجری کو شائع کیا۔

(۸) تذکرہ مدینۃ الاولیاء، مصنف محمد دین کلیم، اسلامک بک فاؤنڈیشن سمن آباد لاہور سے شائع ہوئی۔

(۹) مراۃ الاسرار (فارسی) مصنف شیخ عبد الرحمن چشتی، ۱۰۶۵ ہجری کو کتب خانہ مکتبہ مجتبائی دہلی سے شائع ہوئی۔

(۱۰) در شان حضرت خواجہ بختیار کاکی

اردو میں فرید شناسی:

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو بعض مستند اہل علم وفن اساتذہ نے اردو کا سب سے پہلا شاعر تسلیم کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بابا سائیں عربی و فارسی کے علاوہ اپنے مخاطب اہل وطن کی مقامی بولیاں جاننے اور سیکھنے کے قائل تھے۔ وہاں اس نقطہ نظر کی بھی تائید ہوتی ہے کہ ہمارے بزرگ صوفی مقامی لوگوں سے ان کی مقامی بولیوں میں ہی خطاب کرتے تھے اور یہ خطاب ایک ایسے مخلوط اسلوب بیان میں ہوتا تھا جو بیک وقت عربی، فارسی ذخیرہ الفاظ پر مشتمل ہوتا تھا مگر جملے کی ساخت مقامی بولی میں ہوتی تھی تاکہ لوگ آسانی سے اور پوری دلچسپی سے ان کی باتیں سن کر ذہن نشین کر سکیں۔ یہی مخلوط زبان جو فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی مسلمان ادباء، علماء اور شعراء کے ہاں ہندی یا ہندوی کہلاتی تھی اور آگے چل کر زبان اردو معلی یعنی عالی و مرتبہ لشکر کی زبان کی بنیاد بنی جو کثرتِ استعمال اور مرور ایام سے صرف اردو (لشکر) بن کر رہ گئی۔ یہ اردو نما ہندوی کلام بابا فرید کا ہے۔

مسعود سعد سلیمان اگرچہ ہندی کے اولین مسلمان شاعر ہیں لیکن بابا مسعود گنج شکرؒ پہلے شخص ہیں جن کا ہندوی اور ریختہ دستیاب ہے۔ یہ اردو نما ہندوی کلام بابا فرید گنج شکرؒ کا ہے، فرماتے ہیں:

وقت سحر وقت مناجات ہے خیز دراں وقت کہ برکات ہے
نفس مبادہ کہ بگوید ترا حسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
بادم خود ہمدم ہوشیار باش محبت اغیار بودی (کذا) بری بات ہے
باش تہا چہ روی زیں زمیں نیک عمل کن کہ وہی سات ہے
پند شکر گنج بدل و جان شنو ضائع مکن عمر کہ ہیہات ہے (۶)

لائف اینڈ ٹائم حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ میں سے حضرت بابا صاحب سے منسوب چند اشعار پیش خدمت ہیں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ یہ اردو کی ابتدائی شکل ہے:

عشق کار موز نیارا ہے
جذ مد دپیر کے نہ چارہ ہے
تن دھونے سے جو دل ہوتا پوک
پیش رو اصفیاء کے ہوتے نموک (۷)

Vol. No. 4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

جن تذکرہ نگاروں نے حضرت بابا فریدؒ کو اُردو زبان کا شاعر مانا ہے ان کی تفصیل پیش خدمت ہے: پنجاب میں اردو، حافظ محمود شیرانی۔ لسانیات پاکستان، ڈاکٹر عبدالمجید میمن سندھی۔ لائف اینڈ ٹائم حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ، خلیق نظامی۔ اورینٹل کالج میگزین، رسالہ کھوج، مضمون: موہن سنگھ دیوانہ۔ انوار الفرید، سید مسلم نظامی۔ تاریخ ادب اردو، جمیل جالبی۔ مجلہ معارف اولیاء، مضمون: سخاوت مرزا۔ اردو کی ابتدائی نشو و نما میں صوفیاء کرام کا کام، مولوی عبدالحق۔ معارف اولیاء، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔ نور الحبیب، حضرت مولانا محمد محب اللہ نوری۔

پنجابی میں فرید شناسی:

حضرت بابا فرید مسعود گنج شکرؒ پنجابی شاعری کے بانی ہیں اور پنجابی شاعری کی تاریخ میں ایک اہم اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ پنجابی زبان میں ان کی شاعری کو اشلوک کہا جاتا ہے۔ آپ کے بول (اشلوک) قرآن پاک کی عملی تفسیر ہیں اور کچھ احادیث کے تراجم ہیں ان میں قرآن پاک کی سچی تعلیم اور اخلاقی اقدار کی تلقین کے علاوہ دنیا کی بے ثباتی، ہجر و فراق، عشق معرفت کی باتیں موجود ہیں۔ پنجابی زبان میں ان کے صرف یہ اشلوک ملتے ہیں اور وہ بھی سکھوں کی مذہبی کتاب گرو گرنتھ صاحب میں شامل ہونے کی وجہ سے ضائع ہونے سے بچ گئے۔ انہوں نے پنجابی زبان میں نہ صرف کتنے شعر کہے ہوں گے مگر آج ان کی شہرت اور مقام مرتبہ صرف انہی اشلوکوں کے حوالے سے ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے جس پنجابی زبان میں شاعری کی وہ بلاشبہ کلاسیکی پنجابی ہے جو قدیم پنجابی کا درجہ رکھتی ہے اور آج کے پنجابیوں کے لیے قدرے نامانوس سی ہو گئی ہے۔ ان کے باپ دادا ملتان کے مضافات کے باشندے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی اس سرزمین میں پیدا ہوئیں یہ قدرتی بات ہے کہ کلام فرید کی پنجابی زبان وہی ہے جو انہیں ورثہ میں ملی تھی اور اٹھارہ سال کی عمر تک یہی زبان اُن کا اوڑھنا بچھونا اور ان کے قلب و جان میں رچی بسی تھی۔ یہ پنجابی کبھی لہندا بولی، کبھی ملتانی تھی مگر آج سرائیکی لہجہ سے عبارت ہے۔ دہلی، ہانسی اور ان کے گرد و پیش کے مختلف لہجات کا بھی اس پر اثر تھا۔ عربی فارسی چونکہ بابا سائیں کی علمی و ادبی زبانیں تھیں اس لیے وہ اُن سے بھی متاثر ہوئے۔ وہ جب اجودھن پاک پتن میں آباد ہوئے اور مقامی لوگوں سے میل جول بڑھا تو ان کی بولی سے متاثر ہونا بھی لازمی بات تھی۔ اس طرح بابا فریدؒ نے جس پنجابی زبان میں شاعری کی وہ ان کی مادری زبان پنجابی تھی مگر اس میں دیگر زبانوں اور لہجات کے بھی اثرات قدرتی امر ہے۔ یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ حضرت بابا فریدؒ کے عہد میں نہ تو سکھ پیدا ہوئے تھے اور نہ ان کی گورمکھی زبان نے جنم لیا تھا اس لیے یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ وہ اپنے کلام کو شلوک یا اشلوک کا نام دیں۔ یہ کارنامہ سکھ گوروئوں کا ہے جنھوں نے اُن کی بیاض کو "شلوک بابا فرید" کے عنوان سے درج کر دیا۔

تذکرہ نگار یہ خیال کرتے ہیں جو کلام گرو گرنتھ میں موجود تمام کلام حضرت بابا فریدؒ کا نہیں ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ شلوک شیخ ابراہیم فرید ثانی نے بابا گرونانک کو لکھوائے تھے اور انھوں نے ان اشعار کو گرنتھ میں شامل کر لیا۔

منشی جیشی رام مصنف ارشادات فریدی فرماتے ہیں کہ شیخ ابراہیم فرید ثانی بیٹھے تھے کہ بابا گرونانک جی آئے دونوں کے فقر اور تصوف کے بارے میں سوال جواب ہوئے آخر نانک جی نے فرمایا کہ ہم توحید کے بارے میں ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ آپ بابا فریدؒ کی روح سے اجازت لے دیں تا کہ ان کے شلوک اس کتاب میں شامل کر لیے جائیں شیخ ابراہیم فرید ثانی نے استخارہ کر کے اپ کی روح سے اجازت لے دی۔(۸)

سب سے پہلے مصنف دی سیکھ ریلیجن (The Sikh Religion) میکالف نے یہ بات کہی کہ جو شلوک گرو گرنتھ میں ہیں وہ بابا فریدؒ کے نہیں ہیں، وہ ابراہیم فرید ثانی کے ہیں۔ پھر اس بات کو ڈاکٹر لاجونتی رام کرشن نے اپنی کتاب Punjab Sufi Poets میں لکھا: ہنس جوگ کے مصنف باوا بدھ سنگھ نے یہ لکھا کہ کچھ شلوک بابا فریدؒ کے ہیں اور کچھ شلوک ابراہیم فرید ثانی کے حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم فرید ثانی شاعر نہیں تھے میکالف نے اسے شاعر کہ کر بات کو بگاڑ دیا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ بابا فریدؒ صرف پنجابی کے شاعر نہ تھے بلکہ عربی فارسی اردو اور ہندی کے بھی شاعر تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید اپنے مقالے The Cultural Heritage of Pakistan میں لکھتے ہیں:

> "It was in the middle of 15th century, Shakh Ibrahim Farid, a daseendent of Baba Farid, the famous saint of Pakistan begain to write in Punjabi instead of persian or urdu" (۹)

ڈاکٹر لاجونتی راما کرشنا نے اپنی کتاب Punjabi Sufi Poets میں بحث کی ہے اور نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعودؒ کو قدرت کی طرف سے حساس اور فنکارانہ مزاج عطا ہوا تھا۔ اُن کے سینے میں ایک ایسا دل بھی دھڑکتا تھا جس میں خدا کا خوف تھا، خدا کی محبت تھی اور خدا کا اعتراف تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فارسی کی قیمتی میراث کے وارث تھے مقامی اور دنیادار لوگوں کو سمجھانے کے لیے وہ عموماً اپنی مادری زبان استعمال کرتے تھے۔(۱۰)

پروفیسر خلیق نظامی اپنی کتاب Life and Times of Shaikh Farid-ud-Din میں میر محمد مبارک کرمانی عرف میر خورد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ شلوک ملتانی بولی میں ہیں مگر اُن میں کئی عربی اور فارسی الفاظ آتے ہیں ان میں عشق الٰہی، صفائی باطن، مجاہدہ اور روحانی ترقی کے فوائد، انسانی زندگی کے چند روزہ پہلو اور اس کے موضع بیان کیے گئے ہیں۔ کامیاب استعارے اور تشبیہات جو ماحول سے لیے گئے ہیں ان شلوکوں کی تاثیر میں اضافہ کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کے دل سے نکلے ہیں جس کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہے وہ روحانی نظم و ضبط کے زاہدانہ پہلوئوں پر زور دیتے ہیں بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو ان شلوکوں میں بابا فریدؒ کی جو تصویر نظر آتی ہے وہ بابا فریدؒ کے ملفوظات کے بہت قریب ہیں۔(۱۱)

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مسعود حسن شہاب اپنی تصنیف ”خطہ پاک اُچ“ میں آپ کی پنجابی شاعری پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ملتانی بولی جو شیخ فرید نے استعمال کی ہیں اور اُچ کی زبان کی موجودہ زبان میں بڑی مشابہت ہے۔ واضع رہے کہ بابا فریدؒ نے کچھ عرصہ اُچ میں قیام کیا تھا۔(۱۲)

وحید احمد مسعود اپنی کتاب ”سوانح حیات حضرت بابا فرید الدینؒ“ میں لکھتے ہیں کہ اورینٹل کالج میگزین لاہور کی کئی اشاعتوں میں ۳۸عیسوی میں ڈاکٹر صاحب نے شیخ ابراہیم فرید ثانی اور گرونانک کے ماہ و سال کی مطابقت کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شلوک گرونانک کی پیدائش ۱۴۶۹ء سے پہلے کے ہیں۔(۱۳)

سیر الاولیاء میں محمد مبارک کرمانی نے بابا فریدؒ کے نثری پنجابی اقوال کے علاوہ آپ کے ایک دوہے کو بھی بیان کیا ہے۔ یہ کتاب شیخ ابراہیم فرید ثانی سے کم از کم 150 سال پہلے لکھی گئی۔(۱۴)

جواہر خمسہ کے مصنف شیخ محمد غوث لکھتے ہیں کہ بابا فریدؒ پنجابی میں شعر کہتے تھے یہ کتاب شیخ ابراہیم فرید ثانی کی پیدائش سے پہلے کی ہے۔(۱۵)

سبع سنابل میں میر عبدالواحد بلگرامی بابا فریدؒ کے دو دوہے لکھتے ہیں یہ کتاب ۱۵۶۱ء میں لکھی گئی جب شیخ ابراہیم فرید ثانی نو سال کے تھے۔(۱۶)

یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بابا فریدؒ کا کلام سکھ گرنتھ میں کس طرح شامل ہوا۔ بابا نانک (۱۴۶۹ء سے ۱۹۳۸ء) کو صوفیانہ اور پند آموز کلام جمع کرنے کی بڑی لگن تھی انہوں نے اس تلاش میں دور دور تک سفر کیا اسی غرض سے آپ پاکپتن کے گدی نشین شیخ ابراہیم (فرید ثانی، ۱۵۳۳ء) سے بھی ملے تھے جنہوں نے بابا فریدؒ کا کلام آپ کو دیا جسے آپ نے گرنتھ صاحب میں شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کسی تاریخ یا روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ آیا یہ کلام پہلے سے لکھا لکھایا بطور مسودہ آپ کو دے دیا گیا تھا یا آپ کو املا کرایا گیا تھا۔

فرید ثانی اور بابا نانک کی ملاقات کے متعلق ایک روایت یہ بھی کہ کلام بابا فریدؒ کو بابا نانک اپنے طویل سیر و سفر کے دوران میں پہلے ہی اکٹھا کر چکے تھے اگر وہ فرید ثانی سے ملنے کے لیے اجودھن آئے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ان سے بابا فریدؒ کے کلام کو گرنتھ صاحب میں شامل کرنے کی بقاعدہ اجازت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ فرید ثانی نے بابا نانک کی درخواست پر مراقبہ کیا جس سے ان کی تسلی ہو گئی اور انہوں نے بابا نانک کو مطلوبہ اجازت دے دی۔ ایک روایت جو اس بات کے حق میں جاتی ہے کہ کلام بابا فرید کے موجودہ متن میں عربی فارسی کے اکثر لفظ ٹھیٹ پنجابی لہجے میں درج ہوئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الفاظ خاصے عرصے سے مقامی لوگوں کی زبان پر چڑھے ہوں گے اگر بابا نانک کو فرید ثانی سے کلام فرید کا کوئی لکھا لکھایا نسخہ ملا ہوتا تو گرنتھ صاحب میں ان لفظوں کا لہجہ اتنا ٹھیٹ پنجابی نہ ہوتا۔

گرنتھ صاحب کی گورمکھی تحریر میں لفظ الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ ہر شلوک میں پورے کا پورا مصرعہ اس طرح لکھا جاتا ہے گویا وہ ایک واحد لفظ ہے لیکن ہماری اپنی طباعت میں ہر گورمکھی لفظ الگ ہے اور اس میں ہم نے گرنتھ صاحب کے ان اقتباسات کی طرز تحریر کا سہارا لیا ہے جو گورمکھی کی جدید کتابوں میں ملتی ہے اسی طرح گرنتھ صاحب میں لفظ فرید کو ”پھرید“ لکھا جاتا ہے۔ کلام بابا فریدؒ گرونانک کے ہاتھ لگ جانے کا فائدہ یہ ہوا کہ وہ گرنتھ میں درج ہو کر محفوظ ہو گیا اور یہ ہم پر بابا گرونانک کا ایک بڑا احسان بھی ہے لیکن ایک فرنگی محقق مکالیف نے یہ کہہ کر اس کی توجیہہ کی ہے کہ یہ کلام بابا فریدؒ کا نہیں ہے بلکہ یہ اس دوسرے ”فرید ثانی“ کے ہیں جسے نانک اپنے سیر و سفر کے دوران اجودھن جا کر ملے تھے لیکن یہ بات میکالف کے دعوے کے خلاف جاتی ہے، یہ کہ بابا نانک جن کو فرید ثانی (شیخ ابراہیم) نے بابا فرید کے شلوک اور شبد دیئے تھے کوئی معمولی شخص نہیں تھے بلکہ شعر شناس انسان تھے جو ایک مدت سے مختلف صوفیوں اور بھگتوں کا کلام اکٹھا کر رہے تھے قرین قیاس نہیں کہ انہوں نے کلام فرید کے مصنف کے تشخص کے بارے میں بے پروائی برتی ہو اگر وہ ”شلوک فرید جی“ کو تیرہویں صدی کے بابا فریدؒ کی تصنیف سمجھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم انہیں کسی اور کی تصنیف سمجھیں۔ بابا فرید کے کلام کا اُن کے وارثوں کے پاس کسی بیاض وغیرہ میں دو تین صدیوں تک محفوظ پڑا رہنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہتا ہے لوگ اپنے بزرگوں کی نشانیاں اکثر رکھ لیا کرتے ہیں اور وہ مدتوں یوں ہی پڑی رہتی ہیں پھر فرید ثانی کے متعلق کسی نے نہیں لکھا کہ وہ شاعر بھی تھے اس لیے گرونانک اور گرو ارجن کے فیصلے کو میکالیف کی قیاس آرائی کی وجہ کو معرض شک میں لانا کچھ معقول بات نہیں لگتی۔ اس کے علاوہ خود شلوکوں سے کچھ اندرونی شہادت ایسی ملتی ہے کہ وہ انہیں بابا فریدؒ ہی کی تخلیق ثابت کرتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ بابا فریدؒ ایک طویل عرصہ ایک ایسی ریاضتیں کرتے رہے جو ان کا امتیازی نشان بن گئی ہیں۔ وہ ان ریاضتوں کے لیے یکسوئی کی جگہ ڈھونڈتے ہوئے کبھی ہانسی کبھی ملتان اور کبھی اُچ جاتے رہے لیکن یہ انہیں کہیں میسر نہ آئی۔ ذیل کا شلوک ان کی سخت ریاضتوں اور ان کی بے حاصلی کا بیان ہے۔ فرید ثانی ایسے تجربوں سے نہیں گزرے اس لیے یہ شعر ان کا نہیں ہو سکتا:

تن سکا پنجر تھیا تلیاں کھوٹلاں کاگ
اجے سو رب نہ بوہڑیو ویکھ بندے دے بھاگ

بابا فریدؒ کے طویل فاقوں کی روایتیں بھی زبان زد عام ہیں مشہور ہے کہ آپ نے اپنے گلے میں ایک کاٹھ کی روٹی لٹکا رکھی تھی جسے بھوک کے وقت اپنے دانتوں سے کاٹ لیا کرتے تھے آج بہت کم لوگ مانیں گے کہ کوئی شخص لکڑی چاٹ کر زندہ رہ سکتا ہے لیکن اس روایت کا بابا فریدؒ سے متعلق ہونا تو کسی نے کبھی نہیں جھٹلایا۔ اس لیے درج ذیل شلوک بابا فرید کا تو ہو سکتا ہے (فرید ثانی) کا نہیں۔

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

روٹی میری کاٹھ دی لاون میری بھکھ

جنھاں کھادی چوپڑی گھنے سہن کے دُکھ

بابا فریدؒ نے ایک لمبی عمر پائی (تقریباً ۹۵ سال) فرید ثانی اکسٹھ سال کو نہیں پہنچے جو شلوک ذیل میں دیئے جاتے ہیں وہ ایک ۹۵ سالہ بوڑھے کی ہڈبیتی تو ہو سکتا ہے ساٹھ سالہ شخص کے نہیں۔

بڈھا ہویا شیخ فرید کنبن لگی دیہہ

جے سو ورھیاں جیونا بھی تن ہوسی کھیہ

بابا فریدؒ کو کئی دفعہ جنگل کے پھلوں اور جنگلی مکھیوں کے شہد پر گزارہ کرنا پڑتا۔ یہ ان کی زندگی کے تجربات میں سے تھا اور وہ اُن کا بیان اپنے اشعار میں کرتے ہیں:

رب کھجوریں پکیاں ماکھیو نہیں ویہن

جو جو ونجے ویہڑا سو عمر ہتھ پون (۱۷)

اس پوری بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کلام حضرت بابا فرید الدین کا ہی ہے۔ میکالیف کی اور دلیلیں فرید ثانی کے حق میں یہ ہیں کہ آپ کا نام مسعود تھا، فرید نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہ ان کا خاندان ہندوستان میں ہنوز نووارد تھا اس لیے زبان پر وہ قدرت جو شلوکوں سے مترشح ہے ان کی نہیں ہو سکتی یہ دونوں دلیلیں انتہا درجہ کمزور ہیں پہلی دلیل اس لیے کہ اگر باباجی کے معاصروں نے انہیں ایک دفعہ مسعود کہا ہے تو دس دفعہ فرید بھی کہا ہے۔ ان کے مرشد خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور بابا فریدؒ کے مرید خواجہ نظام الدینؒ انہیں فرید کہتے ہیں۔

آخر کیا بات ہے جو میکالیف کو اس بات کے تسلیم کرنے سے روکتی ہے کہ گرنتھ صاحب کے شلوک فرید اول کے ہیں۔ میکالیف تو پنجابی زبان کا ذوق نہیں رکھتا تھا لیکن دوسروں کی ضد اور رائے فہم ہے ایک طرف نانک اور ارجن کا فیصلہ اور شلوکوں کی زبان اور داخلی شہادت اور دوسری طرف محض قیاس آرائی اور ضد ہم مکالیف کے مفروضے کو نہیں مانتے۔

بابا نانک کے ذوق و شوق نے بابا فریدؒ کے شلوک بچا تو لیے لیکن ان کی صورت آگے چل کر اسی طرح کی نہ رہی جس میں وہ انہیں ملے تھے سکھ گرنتھ جز جز جمع کرنے کے آغاز اور ۱۶۰۴ء میں اس کی تدوین کے خاتمے تک کے درمیان تقریباً پون صدی کا عرصہ حائل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تیسرے گرو یعنی گرو امر داس (۱۴۷۹ء تا ۱۵۷۴ء) نے اسے اپنے کاتب پوتے سنس رام سے لکھوایا۔

پنجابی کلام بابا فریدؒ:

فریدا جے جاناں تِل تھوڑے سنبھل بُک بھریں

جے جاناں شوہ نڈھڑا تاں تھوڑا مان کریں

تشریح: آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو سمجھ جائے کہ زندگی کے چند روز باقی ہیں تو اپنے کیے پر مان نہ کر کہ تیرا رب بے پرواہ ہے تو اس گمان میں نہ رہ کر تیری جان بخشی ہو جائے گی۔

جے توں عقل لطیف ہیں کالے لکھ نہ لیکھ

آپنڑے گریوان میں سر نیواں کر کے ویکھ

تشریح: آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو سمجھ بوجھ رکھتا ہے تو اپنے نامہ اعمال میں سیاہی نہ لکھ اور اپنے اندر جھانک کر دیکھ تو تجھے اندازہ ہو گا کہ تو کس منہ سے خالق حقیقی کے سامنے جائے گا۔

جو تیں مارن مکیاں، تنھاں نہ مارن گھم

آپنڑے گھر جائیے، پیر تنہاندے چم

تشریح: اگر کوئی تجھے مکا مارتا ہے تو گھونسے مار کے جواب نہ دو بلکہ صبر اور درگزر سے کام لو اس کا بہت بڑا اجر ہے۔

ویکھ فریدا جو تھیا داڑھی ہوئی بھور

اگا نیڑے آ گیا پچھا رہیا دُور (۱۸)

تشریح: حضرت بابا فریدؒ فرماتے ہیں کہ اب وقت آخرت نزدیک آ گیا ہے اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اب آخرت کی منزل نزدیک آ گئی ہے اور ماضی دُور جا چکا ہے اب دنیاداری چھوڑ کر آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

جن پنجابی زبان کے تذکرہ نگاروں نے حضرت بابا فریدؒ کو پنجابی زبان کا پہلا شاعر مانا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

وڈی ہیر وارث شاہ، حضرت باباوارث شاہ۔ سیف الملوک، میاں محمد بخش۔ آکھیا بابا فریدؒ نے، محمد آصف خان۔ پنجابی ادب دی مختصر تاریخ، حمید اللہ ہاشمی۔ کلاسیکی شاعری، سید اختر جعفری۔ پرکھ پڑچول، عارف عبدالمتین۔ ادب خزینے، ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد۔ تاریخ ضلع وہاڑی، کلیم شہزاد۔ بابا فریدؒ دی صوفیانہ شاعری، محمد آمین گوندل۔ کلاسیکی شاعری، عبدالقیوم قریشی۔ تاریخ زبان و ادب تے لسانیات، محمد آمین گوندل۔ بولے شیخ فریدؒ پیارے اللہ لگے، مقصود ثاقب۔ فریدؒ اولی، سورن سنگھ سنگھا۔ خاکو جیڈنہ کو، نجم حسین سید۔ بول فریدی، ڈاکٹر فقیر محمد فقیر۔ سلجھانتا، ڈاکٹر نوید شہزاد۔ ادب سمندر، ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد۔ موضوعی پنجابی پنجاب رنگ، قمر حسین قادر۔

انگریزی میں فرید شناسی:

اردو زبان میں یہ لفظ عربی زبان سے آیا ہے جسے انگریزی زبان میں ٹرانسلیشن کہتے ہیں۔ ترجمہ ہمیں دوسری اقوام کو جاننے کا ایک جامع ذریعہ فراہم کرتا ہے۔ جدید دنیا میں تیزی سے بدلتے ہوئے علوم و فنون، ٹیکنالوجی اور سماجی و معاشی نظریات ترقی پذیر اقوام کے لیے لمحہ فکریہ ہیں اور ایسے حالات سے آگاہی ان کے لیے انتہائی ضروری ہے اور آگاہی کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان علوم و فنون کا اپنی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ دوسری اقوام کی ترقی اور ارتقاء کے عمل کو جاننے اور سیکھنے کے لیے ترجے نے ہمیشہ سفارتی پل کا کام دیا ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے کلام میں انسانی زندگی کے لیے قدم قدم پر سچے سبق کی رنگارنگی اور اثر انگیزی کی وجہ سے ان کے کلام (اشلوک) کے دوسری زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں جن میں انگریزی زبان کے تراجم خاص اہمیت کے حامل ہیں یہاں ہمارا اصل مقصد ان کے کلام کے انگریزی زبان میں ہونے والے تراجم کا ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ بات سامنے آجائے کہ ان کے کلام کو دوسری زبانوں کے تراجم کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ حضرت بابا فریدؒ کے حیات و کلام کے انگریزی تراجم کے حوالے سے اب تک جو کتابیں شائع ہو کر سامنے آئیں ان کی تفصیل درج ہے۔

(۱) کپلٹس آف بابا فریدؒ، مترجم مقبول الٰہی، ۱۹۶۷ء میں مجلس شاہ حسین کی طرف سے شائع ہوئی۔ اس کے ۱۰۷ صفحات اور ۱۳۳ شلوک ہیں۔

(۲) The Song of Shak Farid یہ کتاب پنجابی ادبی لہر کی طرف سے ۱۹۶۸ء کو شائع ہوئی اس کتاب کے مصنف ارنسٹ ٹرمپ ہیں۔ ۵۳ صفحات اور ۱۳۰ - شلوک ہیں۔

(۳) گریٹ صوفی وزڈم بابا فریدؒ، مصنف پروفیسر سعید احمد خاں، شائع کردہ عدنان بک ڈپو اردو بازار لاہور۔ ۵۳ شلوک کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۴) ہیمنز آف بابا فرید شکر گنج مترجم ایس ایس خالصہ بی ایم ساغر، جی ایس طالب۔ ۱۵۷۔ شلوکوں کا ترجمہ ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰۵ء میں سچیت کتاب گھر سے شائع ہوئی۔

(۵) انگریزی تراجم کلام بابا فرید مترجم مظفرا ے غفار ۲۰۰۶ء فیروز سنز لاہور۔ اس میں ۱۵۷۔ شلوکوں کا ترجمہ ہے۔

(۶) معارف فریدیہ، ظہور احمد اظہر، (۸) لائف اینڈ ٹائم آف شیخ فرید، خلیق نظامی۔ (۱۹)

بابا فریدؒ کی سوانحی تحقیقات کا تنقیدی جائزہ:

اس باب میں سوانح حیات بابا فرید الدین مسعودؒ تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ سب سے پہلے سن ولادت حضرت بابا فرید الدین اور اسم گرامی پر بحث ہے۔ اس کے بعد سلسلہ نسب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ پر متعدد مورخین کی آراء پر تبصرہ ہے۔ پھر آپ کے آباء و اجداد کا ذکر ہے اور کھتوال کے متعلق جو اختلافات ہیں انہیں دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے بعد آپؒ کے بہن بھائیوں کا ذکر ہے اور آپ کی ازواج و اولاد کا ذکر ہے۔ اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے پہلی ملاقات کا ذکر موجود ہے اور سیر و سیاحت بابا فریدؒ پر بحث ہے۔ پھر شرف بیعت کا ذکر ہے اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا شجرہ طریقت بڑے خوبصورت انداز میں پیش خدمت ہے اور خواجہ قطب الاسلامؒ کے وصال کا ذکر موجود ہے۔ حضرت بابا فرید الدینؒ کا دوبارہ ہانسی میں قیام کا ذکر موجود ہے اس کے بعد حضرت بابا فریدؒ کا پاکپتن شریف میں قیام کا ذکر ہے۔ جوگی کا اسلام قبول کرنا، حاکم شہر کی مخالفت، قاضی اجودھن کی مخالفت، باباجی پر جادو کا وار، پر بات کی گئی ہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی تبلیغ اسلام اور جماعت خانہ فریدیہ کی خدمات پیش خدمت ہیں اس کے بعد ملفوظات بابا فرید الدینؒ اور اقوال بابا فریدؒ کا ذکر ہے۔ مجاہدات و ریاضت بابا فرید الدینؒ رقم کیا گیا ہے۔ طے کا روزہ اور چلہ معکوس کا ذکر ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی کرامات درج ہیں اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے اخلاق و عادات بھی رقم کی گئی ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی گھریلو زندگی پر تبصرہ ہے۔ خلفائے حضرت بابا فریدؒ کا ذکر ہے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کا وصال کا بیان ہے۔ مزار پاک کا تعارف موجود ہے۔ بہشتی دروازہ کا ذکر ہے۔ محفل سماع کا ذکر ہے اور آخر میں سجادہ نشیناں آستانہ فریدیہ تفصیل سے رقم ہے۔ (۲۰)

بابا فریدؒ کے متون کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ:

متن یا Text کسی بھی با معنی پیشکش کا نام ہے جو تحریری علامتوں کی صورت میں پیش کی گئی ہو۔ ادبی دنیا میں کسی ادب پارے کی تحریر میں آئی یا لکھی ہوئی دستاویز خواہ مطبوعہ ہو یا غیر مطبوعہ اور لسانی امور میں زبان سے متعلق وہ حقائق، بیانات اور اعداد و شمار جو بطور تحریر میں لائے گئے ہوں متن کہلاتے ہیں۔ ادبیات میں متن کو جاننے، اس میں معنی تلاش کرنے اور اس کو صحت کے ساتھ ترتیب دینے کو تحقیق میں شامل کیا جاتا ہے اور اُسے ادبی تحقیق کہا جاتا ہے جبکہ اس کے لیے مناسب اصطلاح ''متنی تنقید'' یا درست طور پر ''تدوین متن کی تدوین'' تحقیق

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کے ڈسپلن کا حصہ نہیں ٹھہرتی اس لیے اسے کامل تحقیق قرار دینا مشکل ہو گا کیونکہ یہ کام مستقل تحقیقی متن وجود میں آئے جس میں تدوین قرآن، تدوین حدیث کئی گم شدہ اور نایاب نسخوں کی فراہمی تدوین اور اشاعت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سینکڑوں لوک گیت اور لوک کہانیاں ایسے ہیں جو کبھی تحریر نہ ہوئے لیکن آج تک انسانی سینوں میں محفوظ ہیں اگر کوئی شخص انہیں مرتب کرنا چاہتا ہے تو وہ متن نہیں ہوں گے۔ متنی تنقید کے لیے صرف وہ کام متن کہلائے گا جو ہم تک تحریری شکل میں پہنچا ہے۔ یہ تحریر کاغذ پر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ دھات کے مختلف ٹکڑوں، مٹی یا لکڑی کی بنائی ہوئی لوحوں، پتوں یا چڑوں وغیرہ کسی بھی چیز پر ہو سکتی ہے۔ متن نظم بھی ہو سکتا ہے اور نثر بھی۔ متن ہزاروں سال قدیم بھی ہو سکتا اور ہمارے عہد کے کسی مصنف کی تحریر بھی۔ اُس کے لیے زمانے اور وقت کی قید نہیں۔ ہزاروں صفحات پر پھیلی ہوئی یا ایک صفحہ کی ایک مختصر سی تحریر دونوں متن کہلا سکتے ہیں۔(۲۱)

تقابل متن:

حضرت بابا فریدؒ کے کلام کے نسبتاً صحیح متن تک پہنچنے کی کوشش میں جن نسخوں کا تقابل کیا گیا ہے ان کی فہرست یہاں دی جاتی ہے۔ گورمکھی سے جو ترجمہ محمد آصف خاں نے کیا ہے وہ متن بابا فریدؒ کے قریب نظر آتا ہے اسے بنیاد بنا کر متون کا تقابل کیا گیا ہے ان متنوں کو مکمل کوائف کے ساتھ ترتیب سے رقم کیا گیا ہے۔ راقم کی نظر میں پنجابی زبان کے محقق محمد آصف خان کی کتاب "آکھیا بابا فرید نے" جو حضرت بابا فریدؒ کے کلام کا احاطہ کرتی ہے، میں ۱۳۰ شلوک ہیں جو گرو گرنتھ صاحب کے صفحہ نمبر ۱۷۷ تا ۱۳۸۴ تک درج ہیں۔ راقم نے بھی تقابل متن میں گرو گرنتھ والی ترتیب کو برقرار رکھا اور محمد آصف خان کی کتاب "آکھیا بابا فرید نے" کو بنیاد بنا کر صرف ۶۵ شلوکوں کا تقابل کیا ہے تاکہ باب طویل نہ ہو جائے۔

متن اول: بابا فرید کا ہے جو گورمکھی سے پنجابی میں ترجمہ ہوا ہے۔
متن دوم: محمد آصف خان کی کتاب "آکھیا بابا فرید نے" کو شامل کیا ہے۔
متن سوم: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی کتاب "معارف فریدیہ" کو سامنے رکھا ہے۔
متن چہارم: پروفیسر محمد یونس حسرت کی کتاب "کلام بابا فرید گنج شکرؒ" کو لیا ہے۔
متن پنجم: ڈاکٹر فقیر محمد فقیر کی کتاب "بول فریدی" سے لیا گیا ہے۔
متن ششم: ڈاکٹر حمید اللہ ہاشمی کی کتاب "شرح کلام حضرت بابا فریدؒ"۔

تقابل متن کے لیے ڈاکٹر گیان چند کی کتاب "تحقیق کا فن" کے باب نمبر ۱۵ میں تدوین متن سے تقابل متن کا نمونہ حاصل کیا۔ اب ان متون کا تعارف پیش ہے جو تقابل کے لیے شامل کیے گئے ہیں۔(۲۲)

متن بابا فریدؒ:

فریدا جے تُو عقل لطیف، کالے لکھ نَ لیکھ
آپنڑے گریوان میں سُر نیئوں کر ویکھ

متن آصف خان:

فریدا جے توں عقل لطیف، کالے لکھ نہ لیکھ
آپنڑے گریوان میں، سرنیواں کر ویکھ

متن ظہور احمد اظہر:

جے تَیں عقل لَطیف، کالے لکھ نہ لیکھ
آپنے گریبان میں، سر نِیوَاں کر ویکھ

متن یونس حسرت:

جے توں عقل لطیف، کالے لکھ نہ لیکھ
اپنے گریوان میں، سر نیواں کر ویکھ

متن فقیر محمد فقیر:

فریدا جے تُوں عقل لطیف ہیں، کالے لیکھ نہ لیکھ
آپنڑے گریوان، میں سر نیواں کر کے ویکھ

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

متن حمیداللہ ہاشمی:

فریدا جے توُں عقل لطیف، کالے لکھ نے لیکھ
آپنے گریوان میں، سرِنیواں کرویکھ

اختلاف نسخ :

بابا فریدؒ:

فریدا-----توُں-----آپنڑے-----مہ-----نیئواں----گریوان

آصف خان:

توں------نہ-------میں-------نیواں

ظہور احمد اظہر:

تیں-----نہ-------آپنے-------میں------نیواں-----گریبان

یونس حسرت:

توں------نہ--------اپنے---------میں-------نیواں

فقیر محمد فقیر:

فریدا------توں-------نہ--------میں-------نیواں

حمیداللہ ہاشمی:

فریدا----توں------نہ-------آپنے-------میں--------نیواں

کلام بابا فریدؒ کے نثری تراجم کا تنقیدی و تقابلی جائزہ:

زبان سے دوسری زبان میں کلاسیکی تخلیقات کو منتقل کرنے کے لیے ترجمہ نگاری کو ایک بصیرت افروز ذریعہ قرار دیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو نثری تراجم کی ایک مستحکم روایت نظر آتی ہے۔

ترجے کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اعجاز راہی لکھتے ہیں: انسانی تہذیب و ثقافت کے ارتقاء میں ترجے کو ابتدائے آفرینش سے عمل دخل رہا ہے۔ دنیا کی ہر قوم دوسری قوموں سے علم و ادب تاریخ و جغرافیہ، حساب الجبراء اور صنعت و حرفت وغیرہ میں اکتساب فیض کرتی رہی ہے اور اس طرح اپنے دامن فکر و بصیرت کو وسعت دیتی رہی ہے۔ یہی دنیا کا چلن رہا ہے اور اسی کی بدولت عالمی تہذیبیں مستحکم اور وسعت پذیر ہوئی ہیں۔

نثری تراجم میں یک رنگی کا سماں عربی و فارسی کے اثرات کی بدولت پیدا ہوا۔ ظہورِ اسلام کے بعد خدا کا آخری دین اسلام پھیلا اور قرآن کریم کے فرامین عام ہوئے تو لا محالہ عربی زبان و ادب کا چرچا ہوا اور اس کے ساتھ ہی حکمرانوں کی فارسی زبان اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے لگی تو یہاں کے ادباء نے ہر دو زبانوں کے اعلیٰ ادب کو اپنی اپنی زبانوں میں منتقل کرنے کا کام بھی شروع کر دیا لہٰذا انہیں جو کتاب، جو مضمون، جو حکایت، جو داستان، جو شہ پارہ عربی فارسی کا مرغوب ہوتا وہ اسے اپنی نثر میں منتقل کر دیتے۔ ترجے کی روایت از منہ قدیم سے جاری ہے۔ صدیوں سے دانشوروں نے ایک ''دوسری اقوام کی ترقی و ارتقاء کے عمل کو جاننے اور سیکھنے کے لیے ترجمہ نے ہمیشہ سفارتی پل کا کام دیا ہے۔'' (۲۳)

ترجمہ عربی زبان کا لفظ ہے جو فارسی کے راستے اردو میں وارِد ہوا۔ ترجمہ باب تفعلہ سے عربی کا لفظ ہے جس کا مادہ ر-ج-م ہے۔ رجم تفعلان کے وزن پر ترجمان بنا ہے جس کا مطلب ہے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے والا۔ گویا اردو زبان میں یہ لفظ عربی زبان سے آیا ہے جسے انگریزی زبان میں ٹرانسلیشن (Translation) کہتے ہیں۔ (۲۴)

کلام بابا فریدؒ کے نثری اردو تراجم کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ مترجمین نے کس انداز سے کاوش کی ہے نثری تراجم کا اگر متن کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اکثر مترجمین کے متن میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے۔ جیشی رام مشتاق نے گورمکھی سے فارسی رسم الخط میں متن کو تبدیل کیا اور اپنے مرتب شدہ متن کا ترجمہ کیا۔ عبدالرزاق نے اردو ترجمہ کرتے ہوئے جس متن کو مدنظر رکھا وہ متن بھی جیشی رام مشتاق کا تھا عبدالرزاق نے اپنی کتاب میں متن کے انتخاب کے متعلق کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ عبدالرزاق کے منتخب متن میں کئی جگہوں پر الفاظ اور املاء کی غلطی ہے۔ چند ایک جگہوں پر کتابت کی غلطیاں بھی ہیں۔ سید نذیر احمد نے متن گرمکھی سے فارسی رسم الخط میں تبدیل کر کے لکھا ہے اور اپنی کتاب میں گرمکھی متن بھی

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

درج کیا ہے لیکن اس کے باوجود کہیں کہیں الفاظ کی تبدیلی دیکھی جاسکتی ہے لیکن متن جیشی رام کے مرتب کردہ متن سے بہتر ہے اور اس میں کم غلطیاں ہیں۔ انہوں نے محمد آصف خان کے مرتب کردہ متن سے استفادہ کیا ہے۔ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی نے جو متن لیا ہے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ متن بھی آصف خان کا مرتب کیا ہوا ہے محمد یوسف مثالی نے بھی متن کے ماخذ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے جو متن لیا ہے اس میں املاء کی غلطیاں بہت کم ہیں۔ ان کے سامنے بھی آصف خان کا متن موجود تھا۔ شریف کنجاہی نے جو متن مد نظر رکھا وہ ان کا اپنا مرتب کردہ تھا محمد محسن نے بھی آصف خان کے متن کو مد نظر رکھا۔ امجد علی بھٹی اور محمد یونس حسرت اور سید افضل حیدر نے بھی آصف خان کے متن کو اپنے ترجمے کی بنیاد بنایا۔ سنبل فراز اور محمد عون شاہد نے متن کے انتخاب کا ذکر نہیں کیا۔ پیر محمد حسین، محمد انور بسراء، ابو احمد غلام حسن اویسی کا متن بالکل آصف خان اور سید نذیر احمد کے متن سے ملتا ہے۔ ان کے انتخاب کردہ متن میں کئی ایک جگہوں پر املاء کی غلطیاں موجود ہیں۔

اگر مشکل الفاظ کے معنی کا جائزہ لیا جائے تو جیشی رام مشتاق نے کتاب کے آخر میں مشکل الفاظ کے معنی درج کئے ہیں۔ عبد الرزاق نے شلوک کے پنجابی ترجمے کے نیچے مشکل الفاظ کے معنی درج کئے ہیں۔ سید نذیر احمد نے متن کے نیچے غیر مانوس الفاظ اور ان کے معنی کے عنوان سے مشکل الفاظ کے معنی درج کئے ہیں۔ حمید اللہ ہاشمی نے بھی پنجابی متن کے نیچے مشکل الفاظ کے معنی درج کئے ہیں۔ یوسف مثالی نے بھی مشکل الفاظ کے معنی کا اندراج کیا ہے۔ ظہور احمد اظہر، محمد عون شاہد اور احمد حسن اویسی نے بھی پنجابی متن کے نیچے مشکل الفاظ کے معنی درج کئے ہیں۔ شریف کنجاہی نے معنی نہیں لکھے لیکن مخصوص الفاظ کی وضاحت کی ہے۔ پروفیسر یونس حسرت نے معنی نہیں لکھے۔ سید افضل حیدر نے ترجمہ تشریح کے بعد ایک لائن کے نیچے معنی درج کئے ہیں۔

مختصر یہ کہ ہر ایک نے مشکل الفاظ کے معنی درج کرنے کا الگ الگ انداز اپنایا ہے۔ متن پر نمبر شمار لگانے میں بھی مختلف مترجمین نے مختلف انداز اپنائے ہیں۔ مثلاً جیشی رام نے شلوک شمار نہیں لگائے سید افضل حیدر نے پنجابی متن پر نمبر شمار لگانے کے ساتھ گرو گرنتھ صاحب کا صفحہ نمبر بھی درج کیا ہے۔ عبد المجید بھٹی نے عنوان بھی لگائے ہیں۔ تراجم کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو سب ہی مترجمین نے محبت اور عقیدت سے ترجمہ کیا ہے۔ جیشی رام مشتاق کے ترجمہ سے بابا فریدؒ کی محبت وعقیدت کا عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ انہوں نے ترجمہ بھی کیا ہے، تشریح بھی کی ہے (آیات واحادیث کے حوالے سے) اور نتیجہ بھی اخذ کیا ہے۔ زیادہ تر شلوک کا ترجمہ سادہ ہے اور آسان الفاظ میں ہے کہیں کہیں شلوک کے الفاظ اور مفہوم میں فرق بھی آیا ہے۔ (۲۵)

بابا فریدؒ کے نظام فکر کا مطالعہ:

فکر فریدؒ پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ:

کتب خانوں کے وسائل کی مطبوعہ تفصیلات قارئین کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ آج کے مصروف ترین دور میں جامعات اور دیگر تعلیمی تحقیقی اداروں میں کتب بینی کے لیے قیمتی وقت کا صحیح استعمال بھی ایک فن ہے۔ کتابوں پر تبصرہ کسی بھی کتب خانے کے لیے ایک حیثیت رکھتا ہے جس کی مدد سے قارئین اپنے دفتر یا گھر میں ہی دلچسپی کی کتب و موضوعات پر تازہ ترین مواد کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ بابا فریدؒ شناسی کے حوالے سے یہاں اُن کتابوں کے تبصرے دیئے جا رہے ہیں جن میں بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی فکر و سوچ کا ذکر خیر موجود ہے:

(۱)۔ انوار الفرید / تاریخ فریدی (سید مسلم نظامی دہلوی) (۲)۔ مقام گنج شکرؒ (کپتان واحد بخش سیال فریدی)

(۳)۔ پریم پیالہ (سید افضل حیدر) (۴) بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ (محمد اکرم چغتائی)

(۵)۔ احوال و آثار شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ (خلیق احمد نظامی، مترجم: قاضی محمد حفیظ اللہ)

(۶)۔ بزم صوفیہ (سید صباح الدین عبد الرحمن) (۷)۔ تاریخ مشائخ چشت (خلیق احمد نظامی)

(۸)۔ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی ایک جھلک (فیروز الدین احمد فریدی)

(۹)۔ سائیں فریدالدین گنج شکر کا فلسفہ تکریم انسانیت (محمد مسعود خالد)

(۱۰)۔ جواہر فریدی (علی اصغر چشتی) (۱۱)۔ آئینہ معرفت (میاں نعیم انور چشتی) (۱۲)۔ میرے فرید (محمد محسن)

فکر فریدؒ پر لکھے گئے مقالات کا مطالعہ:

اُن مقالات کا ذکر کیا گیا ہے جو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر منعقد ہونے والی کانفرنسز اور سیمینارز میں پیش کیے گئے اُن میں بارہویں بابا فریدؒ انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۱۶ء منعقدہ دی یونیورسٹی آف لاہور بابا فرید کیمپس پاکپتن اس میں کل گیارہ مقالات پڑھے گئے یہاں اُن کی تفصیل درج ہے۔

(۱)۔ بابا فریدالدین گنج شکرؒ کی شاعری کا مابعد الطبیعاتی نظام — پروفیسر ڈاکٹر عبد العزیز ساحر

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(۲)۔ بابا فریدؒ کی تعلیمات دورِ جدید کی روشنی میں — پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس لودھی
(۳)۔ بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی جائے ولادت کا تحقیقی جائزہ — علامہ رشید احمد چشتی
(۴)۔ تعلیماتِ قرآن و سنت اور افکار بابا فریدالدین مسعود گنج شکر — ڈاکٹر مظہر فرید شاہ (۲۶)

تیرھویں انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۱۷ء منعقدہ دی یونیورسٹی آف لاہور بابا فرید کیمپس پاکپتن میں کل سترہ مقالات پیش کیے گئے اُن کی تفصیل بھی مقالہ میں موجود ہے:

(ا)۔ بابا فرید مسعود گنج شکرؒ کی عبادت و ریاضت — پروفیسر ڈاکٹر محمد ادریس لودھی
(۲)۔ بابا فریدالدین گنج شکرؒ کا اشاعت اسلام میں تبلیغی منہج — ڈاکٹر سعید احمد سعیدی
(۳)۔ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ تے سکھ دھرم — ڈاکٹر محمد سلطان شاہ
(۴)۔ کشف... قرآن و سنت کی روشنی میں — ڈاکٹر محمد اصغر جاوید الازہری (۲۷)

چودھویں بابا فریدؒ انٹرنیشنل کانفرنس ۲۰۱۸ء میں کل چھ مقالات پیش کیے گئے وہ بھی اس مقالہ کی زینت بنے۔

(ا)۔ اصلاح امت کے لیے بابا فرید گنج شکرؒ کی تعلیمات — ڈاکٹر سید باچا آغا
(۲)۔ مجدد سلسلہ چشتیہ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ — ڈاکٹر عمرانہ شہزادی
(۳)۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ بحیثیت ایک علمی شخصیت — پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز
(۴)۔ انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی — ڈاکٹر محمد اصغر جاوید الازہری
(۵)۔ اصلاح امت کے لیے بابا فریدؒ کا بنیادی کردار — ڈاکٹر محمد نعیم (۲۸)

یونیورسٹیوں میں سندی تحقیق کا مطالعہ:

مقالات ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی:

علامہ اقبال اوپن یونیوسٹی میں شعبہ پاکستانی زبانیں و ادب ۲۰۰۰ء میں قائم ہوا۔ یونیورسٹیاں تدریس ہی نہیں بنیادی طور پر تحقیق کے ادارے ہوتی ہیں اور بڑی کلاسوں میں تدریس میں بھی تحقیق کا انداز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر ہر سال طلباء کی قابل ذکر تعداد تحقیقی مقالات لکھنے کی خواہش رکھتی ہے لیکن ہر سال علیحدہ علیحدہ موضوعات پر تحقیقی مقالات صرف اُن طالبعلموں سے لکھوائے جاتے ہیں جو تحقیق کا مزاج رکھتے ہوں۔ تحقیق کا یہ کام طالب علم اپنی اپنی ذہنی صلاحیت کے مطابق کرتے ہیں لیکن ہر کسی کا مزاج اور اسلوب ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے مگر جب اُن مقالات کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو ان میں یکسوئی دکھائی دیتی ہے اور وہ زبان و ادب و ثقافت کے بارے میں تحقیقی حوالوں سے کوئی نہ کوئی نئی بات، نئی معلومات جس کی روشنی میں کئی ایسے شاعر، ادیب، مصنف سامنے آجاتے ہیں جن کی تمام عمر شعر و ادب کی خدمت میں گزر جاتی ہے مگر انہیں اس کلام کو شائع کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ اور نہ ہی اُن کو وہ شہرت ملی جس کے وہ حقدار تھے۔ اسی طرح کئی کتابیں سامنے آجاتی ہیں جن کے متن پر غور کرنے سے علم و ادب کے کئی اور چراغ روشن ہوسکتے ہیں۔ (۲۹)

اپنی تہذیب اور ثقافت میں عہد بہ عہد ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جو بنیادی طور پر لوگوں کے ذہنی صورحال کی عکاسی کرتی ہیں۔ لوگوں کی سوچ اور زندگی گزارنے کے انداز اور تاریخ کے سفر کے دوران آنے والے بعض ایسے واقعات ریکارڈ میں آجاتے ہیں جو عام طور پر تاریخ نویسوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئے ہوتے ہیں۔ ادب ان کو غیر محسوساتی طریقے سے اپنے دائرے میں لے لیتا ہے۔ یہ ماضی کی سچی گواہی بن کر ادب پاروں کو ہمیشہ کی زندگی دے جاتے ہیں۔ یا پھر ادب پاروں سے یہ حقیقتیں آنے والے وقت کے تاریخ نویسوں کو زمانے کی ضرب کے نیچے چھپے ہوئے سچ کو سامنے لانے کا سبب بنتے ہیں۔ ادبی حوالے سے ایسے مقالات کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ ان سے اپنی زبان کا مطالعہ بڑی آسانی سے کیا جاسکتا ہے جس کے ساتھ مختلف وقفوں میں ہونے والی تبدیلیوں کی خبر پائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اکھان، محاورات، ضرب الامثال اور کئی زندہ رہنے والی لفاظی اور لوک دانش کا سفر جاری رہتا ہے۔

یہاں مختصر انداز میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کی سوانح حیات، تعلیمات اور کلام پر لکھے گئے مقالات کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے کہ تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے والوں کو ایک نظر میں مقالے کے بارے میں بنیادی معلومات مل سکے اور وہ اپنی ضرورت کے مطابق حوالہ یا مواد آسانی کے ساتھ حاصل کرسکے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ ہر مقالے کی تقسیم باب کے ساتھ اور اس کے کل صفحات بھی بتائے گئے ہیں تاکہ قاری کو ایک نظر میں ہی اندازہ ہوجائے کہ مطلوبہ موضوع پر مزید کام کرنے کے لیے اس موجودہ تحقیقی مواد سے کتنی مدد اور راہنمائی مل سکتی ہے۔ بابا فرید شناسی کے حوالے مختلف یونیورسٹیوں سے جو مقالات حاصل کیے گئے حوالہ کے طور پر درج کیے جاتے ہیں:

☆ کلام بابا فریدؒ کے اردو تراجم: تقابلی جائزہ، مقالہ ایم فل پاکستانی زبانیں و ادب، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۶ء، مقالہ نگار ارشد محمود مغل

☆ بابا فرید گنج شکرؒ... شخصیت و شاعری، مقالہ برائے ایم اے اردو، اورینٹل کالج لاہور، مقالہ نگار مسعود احمد

Vol. No. 4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

☆ بابا فرید گنج شکر انٹر نیشنل پنجابی کانفرنس ایک جائزہ، مقالہ ایم اے پنجابی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، مقالہ نگار اقراء رزاق

☆ بابا فرید گنج شکرؒ دی حیاتی تے اوہناں دا پیغام، مقالہ نگار چوہدری پرویز اختر، مقالہ برائے ایم اے پنجابی، اورینٹل کالج، لاہور، ۱۹۷۲ء

☆ بابا فریدؒ بارے پنجابی لیکھ وضاحتی ببلو گرافی، مقالہ نگار مہوش رانی، مقالہ برائے ایم اے پنجابی، اورینٹل کالج لاہور

☆ بابا فرید گنج شکرؒ کی طرف منسوب روایات کا علمی محاکمہ، مقالہ صائمہ تبسم، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور، پاکپتن کیمپس، ۲۰۱۷ء

☆ معاشرتی مسائل اور اُن کا حل تعلیمات حضرت بابا فرید الدینؒ کی روشنی میں، مقالہ نگار ماہِ رُخ، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، ۲۰۱۷ء، یونیورسٹی آف لاہور، پاکپتن کیمپس

☆ تعلیمات فریدؒ میں احترامِ آدمیت اور روحانیت ایک تجزیاتی مطالعہ، مقالہ نگار منیر احمد شانی، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، پاکپتن کیمپس، ۲۰۱۷ء

مختلف رسائل و جرائد کی خصوصی اشاعتوں کا مطالعہ:

سالنامہ، ششماہی، سہ ماہی، ماہنامہ، ہفت روزہ، روزنامہ:

بابا فرید شناسی کے حوالے سے قیامِ پاکستان کے بعد اردو اور پنجابی زبانوں میں رسائل و اخبارات شائع ہونا شروع ہوئے تو اردو اخبارات کے ساتھ پنجابی اخبار بھی شائع ہوئے۔ ان میں روزنامہ، ہفت روزہ، ماہنامہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالنامے بھی شامل ہیں۔ ان ادبی رسالوں اور اخبارات کے ساتھ ساتھ کتاب لڑیاں بھی شائع ہونا شروع ہوئیں۔ ڈائجسٹ اور کالج میگزینوں نے بھی اپنی اپنی جگہ اس تحریک کو آگے بڑھایا اور اس ادبی کام میں اپنا حصہ ڈالا۔

پاکستان میں جب اردو پنجابی رسالے شائع ہونا شروع ہوئے تو ان میں مضامین کے ساتھ ساتھ بابا فرید الدین گنج شکر کے بارے میں بھی تحقیقی و تنقیدی مضامین شائع ہونا شروع ہو گئے۔ پاکستان کے روزنامہ اخبارات میں بھی ادبی مضامین شائع ہونا شروع ہوئے۔ روزنامہ اردو اخبار، روزنامہ امروز، روزنامہ پاکستان، روزنامہ لاہور، روزنامہ عوام، روزنامہ ملت، روزنامہ جنگ، روزنامہ نئی بات، روزنامہ نوائے وقت میں بھی بابا فرید کے بارے میں مضامین شائع ہوتے رہے۔ ان اردو اخباروں کے علاوہ پنجابی اخبارات بھی اس کام میں حصہ ڈالتے رہے۔ ہفتہ وار "پنجابی اخبار" لاہور، ہفتہ وار "ونگار" لاہور، روزنامہ "سجن" لاہور میں بابا فرید گنج شکر کے بارے میں کئی مضامین شائع ہوئے۔ ہمارا موضوع بابا فرید شناسی کے حوالے سے شائع ہونے والے ان مضامین کے بارے میں ہے۔ اس لیے جن رسائل اور اخبارات میں یہ مضامین شائع ہوتے رہے صرف اُن کا ذکر ہی درج کیا ہے۔

(۱)۔ سالنامہ فیضان بابا فرید گنج شکر (جماعت اسلامی پاکستان) (۲)۔ ششماہی، تحقیقی مجلہ کھوج اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۳)۔ سہ ماہی، پنجابی ادب لاہور (۴)۔ سہ ماہی، مجلہ معارف اولیاء، مرکز معارف اولیاء دربار داتا گنج بخش لاہور

(۵)۔ ماہنامہ الفلاح فیصل آباد (۶)۔ ماہنامہ نور الحبیب، انجمن حزب الرحمن بصیر پور، اوکاڑہ

(۷)۔ ماہنامہ ضیائے مصطفی، عارف والا ضلع پاکپتن (۸)۔ ماہنامہ مظاہرے سلطان، عبد الحکیم خانیوال

(۹)۔ ماہنامہ مجلہ حضرت کرماں والا شریف، اوکاڑہ (۱۰)۔ ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن

(۱۱)۔ ماہنامہ پنجابی ادب (۱۲)۔ ماہنامہ تخلیق (۱۳)۔ ماہنامہ حق اللہ (۱۴)۔ ماہنامہ مجلہ لہراں

(۱۵)۔ ماہنامہ وارث شاہ (۱۶)۔ فاران میگزین سول لائن (۱۷)۔ چناب رنگ ڈائجسٹ (۱۸)۔ اقراء میگزین

(۱۹)۔ اورینٹل کالج میگزین (۲۰)۔ ماہنامہ مجلہ فنون (۲۱)۔ ماہنامہ مجلہ شاہین گجرات (۲۲)۔ ماہنامہ پنج دریا (۳۰)

سنڈے میگزین نوائے وقت ۲۴ ستمبر ۲۰۱۷ء، عنوان: حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی درگاہ کا بہشتی دروازہ تاریخ کے آئینے میں، تحریر: جی آر اعوان۔

روزنامہ:

روزنامہ جنگ لاہور، ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء، عنوان: بابا فریدؒ کے آنے سے پاکپتن شریف کی قدر و منزلت۔ تحریر: مراد خان عاصم۔

روزنامہ جنگ لاہور، ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء، عنوان: شیخ فرید الدین گنج شکرؒ تحریر: پروفیسر سید جواد رضا بخاری۔

روزنامہ جنگ لاہور، ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء، عنوان: اسلام کے پیغام امن و رواداری کے فروغ اور دین کی ترویج و اشاعت میں آپؒ کا تاریخ ساز کردار، تحریر: اسلم یزدانی۔

روزنامہ جنگ لاہور، ۱۲ اکتوبر ۲۰۱۶ء۔ عنوان: روح فکر فرید، تحریر: ڈاکٹر شعیب عتیق خان۔

روزنامہ نوائے وقت ۲۰۱۶ء، عنوان: لاکھوں افراد نے دست حق پر اسلام قبول کیا۔ تحریر: حبیب عرفانی۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۶ء، عنوان: شیخ العالم خواجہ بحر و بر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، تحریر: رشید احمد چشتی فاروقی۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۶ء، عنوان: محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے لحد کی ایک ایک اینٹ پر قرآن پڑھوایا۔ تحریر: پیر سید محمد حبیب عرفانی (سندر شریف)

Vol. No. 4 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

روزنامہ جنگ ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۶ء، عنوان: چشتیہ سلسلہ کے منظم بابا فریدؒ، تحریر: سلیم یزدانی۔

روزنامہ نئی بات، لاہور، ۲۶ ستمبر ۲۰۱۷ء، عنوان: دین اسلام کی اشاعت کے لیے اخلاق کی تلوار کا استعمال کیا۔ تحریر: ضیاء الحق سرحدی۔

روزنامہ نئی بات لاہور ۲۶ ستمبر ۲۰۱۷ء، عنوان: بابا فرید شکر کا روحانی سفر اور تبلیغ دین۔ تحریر: مختار احمد جمال

روزنامہ نئی بات لاہور ۲۶ ستمبر ۲۰۱۷ء۔ عنوان: اقلیم ولائت کے شہنشاہ، زہد و تقویٰ کے پیکر، بابا فرید الدین گنج شکرؒ۔ تحریر: محمد وجیہ السیما عرفانی چشتی۔

محرم الحرام کے حوالے سے ریڈیو کے خصوصی پروگرام۔ تحریر: اصغر ملک (۳۱)

پاکستانی پنجابی میں بابا فریدؒ شناسی کی روایت کا تحقیقی کام پہلے نہیں ہوا۔ اس موضوع پر کی گئی تحقیق سے بابا فرید شناسی کی روایت کا جائزہ لینے میں بنیاد فراہم ہو گی۔ مختلف محققین اور ناقدین نے بابا فریدؒ کے نظریات اور فکر کو کس حد تک کس انداز میں بیان کیا اس موضوع پر تحقیق کرنے سے پنجابی زبان و ادب میں بابا فریدؒ شناسی کے حوالے سے ایک نئے باب کا اضافہ ہوا اور آنے والے محققین کے لیے بابا فریدؒ کی فکر کو سمجھنے میں بنیاد فراہم کرتا رہے گا۔ بابا فریدؒ شناسی کا یہ موضوع اپنے اندر جامعیت رکھتا ہے اور دورِ حاضر کے مذہبی و سماجی پہلوؤں کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔

حوالہ جات

1. ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، معارف فریدیہ، لاہور، مرکز معارف اولیاء، داتا گنج بخش روڈ، ۲۰۰۵ء، ص: ۲۳
2. حسن سجزی دہلوی، فوائد الفواد، (مترجم خواجہ حسن ثانی)، لاہور، الفیصل مارکیٹ، اردو بازار، ۲۰۱۴ء، ص: ۳۳۲
3. عبد الحق محدث، دہلوی، اخبار الاخیار (مترجم محمد منیر رضا)، لاہور، شبیر برادرز، ۱۴۱۸ء، ص: ۸۱
4. عبد الرحمن چشتی، مرۃ الاسرار (مترجم واحد بخش سیال)، لاہور، صوفی فائونڈیشن، ۱۹۸۲ء، ص: ۷۔۱۳از
5. محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، بمبئی، ۱۸۳۱ء، ص: ۷۵۲
6. جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادب اردو، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۵ء، ص: ۶۴۶
7. خلیق نظامی، احوال و آثار بابا فرید الدین مسعود (مترجم عبد الحفیظ شیخ)، علی گڑھ یونیورسٹی پریس، ۱۹۵۵، ص: ۱۴۵
8. جیشی رام، ارشادات فریدی، لاہور: اللہ والے کی قومی دوکان اردو بازار، ۱۹۷۲ء، ص: ۳۵
9. حمید اللہ ہاشمی، شرح کلام بابا فرید گنج شکر، لاہور، مکتبہ دانیال، اردو بازار، ۲۰۰۲ء، ص: ۲۷
10. لاجونتی راما کرشن، پنجابی صوفی پوئٹس، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۳۸ء، ص: ۱۱۳
11. خلیق نظامی، احوال و آثار بابا فرید الدین مسعود (مترجم عبد الحفیظ شیخ)، علی گڑھ، یونیورسٹی پریس، ۱۹۵۵ء، ص: ۴۸
12. مسعود حسن خان، خطہ پاک اُچ، بہاولپور، ۱۹۶۷ء
13. وحید احمد مسعود، سوانح حیات بابا فرید الدین، دہلی، ۱۳۱۵ھ، ص: ۵
14. محمد مبارک کرمانی، سیر الاولیاء (مترجم غلام احمد بریاں)، دہلی، مطبع مجید ہند، ۱۸۸۵ء، ص: ۳۱۵
15. محمد غوث، جواہر خمسہ (مترجم مرزا احمد بیگ)، دہلی، ۱۳۱۵ھ، ص: ۱۴
16. عبد الواحد بلگرامی، سبع سنابل، خانپور، ۱۲۹۹ھ، ص: ۳۴
17. نذیر علی سید، کلام بابا فرید، لاہور پیکجز لمیٹڈ اردو بازار، ۱۹۸۴ء، ص: ۳۱
18. حمید اللہ ہاشمی، شرح کلام بابا فرید گنج شکر، لاہور، مکتبہ دانیال، اردو بازار، ۲۰۰۲ء، ص: ۲۷
19. ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، معارف فریدیہ، لاہور، مرکز معارف اولیاء، داتا گنج بخش روڈ، ۲۰۰۵ء، ص: ۲۳
20. طالب ہاشمی، تذکرہ بابا فریدؒ، لاہور، القمر انٹرپرائزز، غزنی سٹریٹ، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۶
21. تنویر احمد علوی، ڈاکٹر، اصول تحقیق، ترتیب متن: دہلی، ۱۹۷۷ء، ص ۲۳۳
22. گیان چند، تحقیق کا فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء، ص ۴۴۰
23. تنویر احمد علوی، ڈاکٹر، اصول تحقیق، ترتیب متن: دہلی، ۱۹۷۷ء، ص ۲۳۳

Vol. No. 4 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

24. خلیق انجم، متنی تحقیق، دہلی، ۱۹۶۷ء، ص ۲۳۵

25. افضل حیدر، پریم پیالہ، اسلام آباد، روڈمیپ پبلشر، ۲۰۰۹ء، ص ۳۱

26. بارھویں بابا فرید انٹر نیشنل کانفرنس، ۲۰۱۶ء، یونیورسٹی آف لاہور، بابا فریدؒ کیمپس پاکپتن، ص ۷

27. تیرھویں بابا فریدؒ انٹر نیشنل کانفرنس، ۲۰۱۷ء، یونیورسٹی آف لاہور، بابا فریدؒ کیمپس پاکپتن، ص ۱۱

28. چودھویں بابا فریدؒ انٹر نیشنل کانفرنس، ۲۰۱۸ء، یونیورسٹی آف لاہور، بابا فریدؒ کیمپس پاکپتن، ص ۹

29. بشیر حسین ناظم (مضمون) تراجم مشمولہ پنجابی زبان وادب کی مختصر تاریخ مرتبہ ڈاکٹر انعام الحق جاوید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۹۷ء، ص: ۴۱

30. محمد محب اللہ نوری، ماہنامہ نور الحبیب، بصیر پور نومبر ۲۰۱۰ء، انجمن حزب الرحمن بصیر پور، ص ۳۸

31. عصمت اللہ زاہد، ششماہی مجلہ کھوج، لاہور، اورینٹل کالج، جون ۲۰۰۸ء، مسلسل شمارہ ۶۰، ص ۸۶